موازنہء قوانین

اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون

ڈاکٹر عبدالغنی عبدالحمید محمود

بین الاقوامی مسلح جنگوں کے متاثرین کی حفاظت

۱......بین الاقوامی انسانی قانون اور شریعت اسلامی میں زخمی، مریض اور سمندروں میں پھنسے ہوئے انسانوں کی حفاظت:

بین الاقوامی انسانی قانون میں زخمی، مریض اور سمندر میں پھنسے ہوئے مصیبت زدہ انسانوں کی حفاظت:

زخمی اور مریض سے مراد ''وہ فوجی اور سول اشخاص ہیں جو کسی جنگی عمل کی وجہ سے کسی مرض، مصیبت، صدمہ، بدنی یا عقلی عاجزی کے شکار ہوئے ہوں اور طبی یا کسی اور تعاون کے محتاج ہوئے ہوں،، زخمی اور مریض کی یہ دونوں تعبیریں زچہ، نومولود بچوں اور دوسرے ان اشخاص کو شامل کرتی ہیں جو فوری تعاون اور امداد کے محتاج ہوں مثلاً آفت رسیدہ لوگ اور حاملہ عورتیں جو کسی بھی جنگی عمل سے متاثرہ ہوتے ہیں۔(۱)

سمندر میں پھنسے ہوئے انسانوں سے مراد وہ فوجی یا سول افراد ہیں جو کسی مصیبت کی وجہ سے سمندروں میں یا پانی میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں یا ان کو لے جانے والی سمندری کشتی یا ہوئی جہاز کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے پھنس جاتے ہیں اور جو لوگ جنگی عمل کاری سے گریز کرتے ہیں ان لوگوں کی یہ حالت جنیوا معاہدات ۱۹۴۹ء یا منسلکہ ضمیمہ (پروٹوکول) ۱۹۷۷ء ان کے نکالنے کے وقت سے ان کے بہتر حالت میں آنے تک جاری رہتی ہے جس کی شرط یہ ہے کہ یہ لوگ کسی بھی جنگی کارروائی سے گریز کرتے ہوں۔(۲)

ان عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ بین الاقوامی انسانی قانون فوجی اور سول زخمی، مریض اور سمندروں کے مصیبت زدہ لوگوں کی حفاظت کرتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ یہ لوگ کسی بھی جنگی عمل سے اپنے آپ کو باز رکھیں۔ شہری اور ان کی ضروریات کی حفاظت کے متعلق بین الاقوامی انسانی قانون

☆ سب اعدائك لك يتمنى حسادك يساوى فيمنك ملائك اصبحت شيئا مذكورا وجلا مهما. ☆

کے نقطہ نظر کا ہم مستقل طور پر بعد میں ذکر کریں گے۔اس وقت ہم صرف ان زخمی اور مریض فوجیوں کی حفاظت کے متعلق بحث کریں گے جو ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔جنگی قیدی جب دشمن کے قبضے میں آجاتے ہیں،جنیوا کے تیسرے معاہدے (جو جنگی قیدیوں کے بارے میں ہے،) کے مطابق مراعات کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔یہ ان احکام کے علاوہ ہیں جو بین الاقوامی مسلح جنگوں کے متاثرین کی حفاظت کے لئے جنیوا کے پہلے اور دوسرے معاہدوں میں وضع کئے گئے ہیں۔

عام قاعدے کے طور پر ان متاثرین کی حمایت اور احترام واجب ہے خواہ وہ کسی بھی جانب سے تعلق رکھتے ہوں۔اس طرح ہر قسم کے حالات میں ان کے ساتھ انسانی سلوک کرنا واجب ہے اور جتنا جلدی ممکن ہو پوری کوشش کے ساتھ ان کی حالت کے مطابق ان کی طبی ضرورت پوری کرنا ہوگی۔ان کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں ہوگا،ہاں بہرحال طبی اعتبار سے اگر ضروری ہو تو جائز ہے۔(۳) اسی وجہ سے ان کی شہریت،دین،قوم سے صرف نظر،ان کی رعایت اور احترام کیا جائے گا اور میدان جنگ پر جو بھی فریق غلبہ حاصل کرتا ہے ان لوگوں کو تلاش کریں اور کسی بھی قسم کے ظلم وزیادتی یا ناروا معاملہ سے بچائیں۔ان کو مارنا،اذیت دینا یا گروی رکھنا یا کسی قسم کا تعرض کرنا ممنوع ہے۔کوئی بھی طبی عمل جو اس کی صحت کے لئے مناسب ہو،طبی معیار کے مطابق ہو جو کہ مخالف فریق اپنی مکمل آزاد رعایا جو اس کے برابر بیماری میں مبتلا کسی شخص کے لئے استعمال کرتے ہیں،اس طرح ان اشخاص پر ہر قسم کے وہ جراحی عمل جس سے ان کا کوئی عضو کاٹا یا نکالا جاتا ہے تاکہ کسی دوسرے شخص میں پیوند کیا جائے اور ان پر علمی یا طبی تجربات کرنا بھی ممنوع قرار دیئے گئے ہیں خواہ یہ مذکورہ شخص کی مرضی سے ہی کیوں نہ ہو۔(۴) اس طرح اس کو بغیر علاج یا نگہداشت کے چھوڑنا بھی منع ہے کہ وہ کسی وبائی مرض یا زیادتی کا شکار نہ ہو۔اگر حالات اجازت دیں تو دونوں جنگی فریق جنگ روکنے یا وقتی معاہدہ یا کوئی اور انتظام کریں تاکہ میدان جنگ میں پڑے ہوئے زخمیوں کی نقل وحمل یا تبادلہ ممکن ہو سکے۔(۵) اسی طرح ہر قسم کے بیانات کو تحریر کرنا اور ان کا اندراج کرنا ضروری ہے،جو کسی مریض،زخمی،پانی میں پھنسے ہوئے یا کسی مرے ہوئے شخص جو دشمن فریق سے تعلق رکھتے ہیں کی شخصیت کی تحقیق میں مدد ومعاون ہوں۔

اسی طرح جنگ کرنے والے کسی فریق کے ڈاکٹروں یا دینی افراد کی جماعتوں،خواہ یہ تنظیمیں سول ہوں یا فوجی اور خواہ یہ وقتی طور پر یا دائمی طور پر مذکورہ فرائض انجام دے رہی ہوں،ان کی حمایت وحفاظت واجب ہوگی۔(۶) دینی جماعتوں میں ان کے مشائخ،پادری وغیرہ قسم کے دینی افراد جو صرف دینی

وعظ ونصیحت اوردینی شعائر کی ادائیگی میں مصروف ہوتے ہیں شامل ہیں خواہ ان کا تعلق فوج سے ہویا سول سے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مسلح فوج یاڈاکٹروں کی تنظیم سے منسلک ہوں اورخواہ وہ یہ فرائض عارضی یادائمی طور پرانجام دے رہے ہوں۔(۷) یہ حمایت طبی اوزارکوبھی حاصل ہے جومتعلقہ اشخاص مذکورہ خدمات کی انجام دہی میں بروئے کارلاتے ہیں۔ان طبی اشیاء میں وہ مختلف یونٹوں کے فوجی اورسول قسم کی اشیاء شامل ہیں جوطبی غرض کے لئے استعمال ہوتی ہیں مثلاً ہسپتال وغیرہ۔اسی طرح خون کا انتقال کرنے والے مراکز،حفاظتی تدابیر کے لئے بنے ہوئے ادارے اوران یونٹوں کی مخصوص ڈسپنسریاں اورحفاظت گاہیں،خواہ یہ یونٹیں گماشتہ یاایک جگہ پرقائم ہوں اورخواہ یہ دائمی ہوں یاعارضی ہوں۔(۸) یہ حمایت مخصوص طبی اشیاء کی نقل وحمل اورزخمیوں،مریضوں اورسمندروں میں پھنسے ہوئے لوگوں کے وسائل تک وسیع ہیں۔اس طرح وہ افراد جویہ خدمات انجام دیتے ہیں یادینی جماعتیں یاطبی امداد کے لئے تیار کئے ہوئے سامان،ان تمام کوبین الاقوامی انسانی قانون کی حمایت حاصل ہے خواہ یہ نقل وحمل فضا میں ہویاسمندر میں یابر میں۔(۹)

۲.....شریعت اسلامی کے مطابق زخمیوں،مریضوں اورسمندروں میں پھنسے ہوئے افراد کی حمایت وحفاظت۔(۱۰)

مسلح جنگوں کے متاثرین زخمیوں،مریضوں اورقیدیوں کے لئے بین الاقوامی قانون نے جن حقوق کا اعلان کیاہے اس اعلان کی مدت کا اگرشریعت اسلامی سے موازنہ کیاجائے تو یہ مدت بہت کم معلوم ہوگی کیونکہ اسلام نے اپنے ظہورکے وقت سے مسلح جنگوں کے متاثرین،زخمیوں،مریضوں،سمندروں میں پھنسے ہوئے افرادوغیرملکی مکمل حمایت کا اعلان کیاہے۔

وہ زخمی،مریض اورسمندر میں پھنسے ہوئے اشخاص جواپنے اسلام کا اعلان کرتے ہیں،وہ فوراً اسلامی حمایت کے حقدارٹھہرتے ہیں۔کیونکہ اسلام نے اس دشمن کے قتل کرنے کی ممانعت کی ہے جواپنے اسلام کا اعلان کرے خواہ اس نے اسلام کا اعلان حالت امن میں کیاہویاجنگ میں۔اس پردلیل بخاری کی روایت ہے''مقداد بن عمروکندی وہ شخص ہیں جورسول کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک تھے۔وہ فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ ارشادفرماتے ہیں اگرمیری ملاقات کفار کے کسی آدمی سے ہوجاتی ہے اورہم ایک دوسرے سے لڑائی کرتے ہیں وہ میرے ایک

ہاتھ کوتلوار سے مار کر کاٹ دیتا ہے، پھر مجھ سے ایک درخت میں چھپ جاتا ہے، پھر کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالی کے لئے اسلام قبول کیا ہے۔اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کہنے کے بعد کیا میں اسے قتل کروں۔(۱۱) آپ ﷺ نے فرمایا آپ اسے قتل نہ کریں (۱۲) اگر دشمن اسلام نہیں لایا لیکن مسلمانوں کواپنے مال میں سے ایک حصہ بطور جزیہ دینا قبول کیا تاکہ مسلمان اس کی حمایت ،دفاع اوراس کے حقوق اورملکیت کواس کے پاس باقی رکھیں اور پوری آزادی سے زندگی گزارنے کی ضمانت دیں تو اسلام ان لوگوں کے لئے پوری حمایت فراہم کرتا ہے۔ان کے قتل اوران پر حملہ کی ممانعت کرتا ہے۔اس پر سلیمان بن بریدہؓ کی روایت دلالت کرتی ہے جو امام احمد، مسلم،ابن ماجہ اورترمذی نے سلیمان بن بریدہ عن ابیہ کی سند سے رسول کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ کسی شخص کوفوج یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے اسے اور جو مسلمان اس کے ساتھ ہوتے خیرخواہی کی نصیحت فرماتے۔پھرفرماتے کہ اللہ تعالی کے نام سے اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کا قصد کرو، کفار سے لڑو۔غزا کرو۔اختیارات سے تجاوز اورخیانت نہ کرو۔مقتولین مثلہ (ناک کان وغیرہ کاٹنا) مت کرو۔کسی بچے کوقتل مت کرواور جب دشمن مشرکوں سے ملوتوان کوتین باتوں کی طرف بلاؤ۔انہوں نے ان میں سے جس کوبھی قبول کیا وہ آپ بھی قبول کریں اوران سے جنگ نہ کریں۔ان کواسلام کی دعوت دو اگرانہوں نے قبول کی تو آپ بھی قبول کرواوران کے ساتھ جنگ کرنے سے بازرہو۔اگرانکار کیا تو جزیہ کی ادائیگی کی دعوت دو۔اگر یہ قبول کیا تو آپ بھی قبول کرواوران کے ساتھ جنگ کرنے سے باز رہو اگر انکار کیا تو پھر اللہ تعالی سے مدد مانگواوران سے جنگ کرو۔(۱۳)

اس عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی دشمن اسلام کا واضح اعلان کرتا ہے تو اسلام اس کے قتل کی ممانعت کرتا ہے۔اگر اسلام نہیں لاتا اور فریقین کے درمیان صلح تکمیل پذیر ہوتی ہے اور کفار اپنی حمایت،دفاعی حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے بدلے جزیہ ادا کرتے ہیں تو صلح دشمن کے خون کی محافظ ہوتی ہے۔لیکن پھر بھی اگر دشمن کے ظلم وزیادتیوں کی وجہ سے جنگ ضروری ہوتی ہے تو اس صورت میں جنگ ایک ضرورت ہوگی۔لیکن ضرورت مقدار کی مناسبت سے ہوتی ہے۔"الضرورۃ تقدر بقدرھا،،اسی وجہ سے اسلام نے عورتوں، بچوں اوران لوگوں کے ساتھ جنگ کوحرام قرار دیا ہے جو جنگ میں حصہ نہیں لیتے اوراسی طرح دشمن کے ساتھ دھوکہ اور دشمنوں کے مثلہ،مریضوں اورزخمیوں

کوسزا دینے کوحرام قرار دیتا ہے۔مریضوں،زخمیوں اور سمندروں میں پھنسے وغیرہ،متاثرین جنگ کوتکلیف نہ پہنچانے پررسول کریمﷺ کا یہ حکم دلالت کرتا ہے''اللہ تعالی قیامت کے دن ان لوگوں کوسزا دیں گے جولوگوں کودنیا میں تکلیف دیتے ہیں،،۔(۱۴)

یہاں یہ حکم عام ہے اورحالت جنگ اورامن دونوں صورتوں میں لوگوں کوتکلیف پہنچانے کی حرمت پردلالت کرتا ہے خواہ یہ مسلمان ہویا غیر مسلم۔اس لئے دشمن سے تعلق رکھنے والے زخمیوں ،مریضوں اورسمندروں میں پھنسے ہوئے اوراپنے دفاع سے عاجز لوگوں کی تعذیب کرنا بطریق اولی حرام ہے۔

زخمیوں ،مریضوں اورسمندروں میں پھنسے ہوئے افراد کی اسلام میں حمایت اور یہ کہ ان کے قتل اوران کواذیت دینے سے کوئی بھی جنگی ہدف حاصل نہیں ہوتا کیونکہ یہ لوگ جنگ پردوبارہ قدرت نہیں رکھتے۔بے شک ان کا قتل یا اذیت دینا یا ان پرحملہ کرنا حد ضرورت سے تجاوز متصور ہوگا اور یہ فساد فی الارض شمار ہوگا۔جبکہ فساد فی الارض کی شریعت اسلامی میں ممانعت ہے۔ارشاد باری تعالی ہے''ولا تعتدوا فی الارض مفسدین ،،(۱۵)اورنہ پھرو ملک میں فساد مچاتے''اسلام عورتوں،بچوں،بوڑھوں،راہبوں(یعنی مذہبی لوگوں)کے قتل کوحرام قرار دیتا ہے کیونکہ یہ لوگ جنگ میں شریک نہیں ہوتے اورنہ ان سے کوئی تکلیف دہ کام سرزد ہوتا ہے۔اس لئے زخمی ،مریض،سمندر میں پھنسے ہوئے لوگ جنگ سے عاجز ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنی فوج کے لئے قوت کا ذریعہ نہیں ہوسکتے۔لہذا ان کے لئے وہی حکم ہوگا جو جنگ نہ کرنے والی عورتوں،بچوں،راہبوں،بوڑھوں کا ہوتا ہے اس لئے ان کوقتل کرنا شرعا حرام ہے۔

ایسے مریض اورزخمی جوجنگی کارروائیوں میں شریک نہیں ہوتے رسول کریمﷺ نے فتح مکہ کے وقت جوموقف اختیار کیا تھا۔وہ ان لوگوں کے متعلق ایک واضح دلیل ہے۔آپﷺ نے اہل مکہ میں سے کسی نفس اورمال کوکسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا اورپھر یہ بھی اعلان فرمایا تھا کہ کسی بھی زخمی کوقتل نہ کیا جائے ،نہ کسی مدبر(وہ غلام جو مالک کی موت کے بعد آزاد ہوتا ہے)کا پیچھا کیا جائے ،نہ کسی قیدی کوقتل کیا جائے اورجس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کردیا وہ امن میں ہوگا(۱۶)اوریہی احکام تمام جنگوں میں جاری رہے۔

۳......اسلامی شریعت اوربین الاقوامی انسانی قانون کے درمیان موازنہ:

زخمیوں،مریضوں اورسمندر میں پھنسے ہوئے لوگوں کے متعلق شریعت اسلامی کے احکام اوربین الاقوامی

انسانی قانون کے احکام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ بین الاقوامی قانون نے ان کی حمایت کو جنگی عمل میں حصہ نہ لینے کے ساتھ مشروط کردیا ہے اور یہ قید شریعت اسلامی نے بھی ان لوگوں کی حمایت کے لئے مقرر فرمائی ہے جبکہ بین الاقوامی انسانی قانون نے آخر میں ان لوگوں کے قتل یا اذیت کی ممانعت کی ہے جبکہ شریعت اسلامی نے بالکل وہ چیز چودہ سو سال قبل حرام قرار دی ہے اس طرح ان لوگوں کی طبی رعایت کے متعلق بھی شریعت اسلامی کے احکام، بین الاقوامی انسانی قانون کے احکام سے مختلف نہیں ہیں کیونکہ رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو قیدیوں کے احترام کی ترغیب دی تھی۔جبکہ یہ احترام اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے کہ ان کے زخمیوں اور مریضوں کی طبی ضرورت پوری ہو۔صرف لباس، کھانا اور پناہ دینا کافی نہیں ہے اور جبکہ ان لوگوں کی طبی رعایت واجب ہے، اس لئے شریعت اسلامی میں ان طبی تنظیموں اور ان کی ضروری اشیاء جس سے مذکورہ مقصد پورا ہوتا ہو گی رعایت اور تحفظ کو بھی واجب ٹھہرایا ہے کیونکہ جس چیز کے بغیر کوئی واجب کام پورا نہیں ہوتا تو وہ چیز بھی واجب ہوجاتی ہے۔جیسا کہ شریعت اسلامی میں ان مذہبی لوگوں کی حمایت وحفاظت کی بھی تلقین کی گئی ہے جو ان مسلح قوتوں کے ساتھی ہوتے ہیں لیکن جب تک خود جنگ نہیں کرتے انہیں شریعت میں تحفظ حاصل ہوتا ہے۔یہ باتیں رسول کریم ﷺ کے ان ارشادات سے واضح ہوتی ہیں جن کے مطابق آپ ﷺ نے ان مذہبی لوگوں کے قتل کی ممانعت فرمائی ہے جو جنگی کارروائیوں میں شریک نہیں ہوتے۔لہذا شریعت اسلامی نے جو اصول مقرر فرمائے ہیں بین الاقوامی انسانی قانون اس سے اختلاف نہیں کرتا ہے۔

بین الاقوامی انسانی قانون اور شریعت اسلامی میں جنگی قیدیوں کا تحفظ۔

یہ موضوع تین مبحثوں پر مشتمل ہے۔

مبحث اول: بین الاقوامی قانون اور شریعت اسلامی کے مطابق جنگی قیدی کون ہیں۔

مبحث دوم: بین الاقوامی انسانی قانون میں قیدیوں کی حمایت۔

مبحث سوم: شریعت اسلامی میں قیدیوں کی حمایت۔

مبحث اول: بین الاقوامی انسانی قانون اور شریعت اسلامی کے مطابق جنگی قیدی کون ہوتے ہیں۔

ا۔بین الاقوامی انسانی قانون کے مطابق جنگی قیدیوں کا مفہوم:

جنگی قیدی کا اطلاق دو قسم کے افراد پر ہوتا ہے:

ا۔پہلی قسم :با قاعدہ فوج اور جو اس کے حکم میں ہے۔

قانونی صورت میں جنگی قیدی جو با قاعدہ فوجی (وہ فوجی جس میں بین الاقوامی انسانی قانون کی وضع کردہ شرائط پوری ہوں مثلاً قوانین اور جنگی قاعدوں کا احترام)ہو۔وہ جس حالت میں اپنی مجبوری کے تحت جنگ چھوڑتا ہے مثلاً وہ زخمی ہو جاتا ہے یا اپنے اختیار سے اسلحہ پھینکتا ہے وہ جنگی قیدی کے لئے بنائے گئے قانون سے استفادہ کر سکتا ہے۔

اس طرح یہ قانون اس با قاعدہ فوج جو کسی ایسی حکومت یا طاقت کے تابع ہو جس کو قابض ملک حکومت تسلیم نہیں کرتی ،یہ قانون ان پر بھی لاگو ہوگا۔(۱۷)

جنیوا معاہدہ سوم ۱۹۴۹ء نے جنگی قیدی کی تعریف مندرجہ ذیل افراد پر بھی لاگو کی ہے۔

ا۔مقابلہ کرنے والی با قاعدہ فوج کے یا کسی جماعت کے وہ افراد جو اپنی سرزمین کے اندر اور باہر کام کرتے ہیں۔اگر چہ یہ سرزمین ،ان کی مقبوضہ ہو(۱۸)شرط یہ ہے کہ ان میں ہیگ معاہدہ۱۹۰۷ء کی مروجہ شرائط پائی جاتی ہوں جو ذیل میں درج ہیں:

الف۔جنگ کرنے والے افراد کسی ایک شخص کی زیر قیادت ہوں اور یہ شخص اپنے حاکم کے حکم پر لڑ رہا ہو،

ب۔ان کی کوئی واضح نشانی ہو جس کے ذریعے دوسروں سے ان کی تمیز ہو سکے،

ج۔وہ واضح طور پر اسلحہ اٹھائے ہوئے ہوں،

د۔وہ جنگ کے قواعد کی رعایت رکھے ہوئے ہوں۔(۱۹)

۲۔ان علاقوں میں رہنے والے لوگ جو ابھی تک دشمن کے قبضے سے باہر ہوں اور جو دشمن کے پہنچنے پر فوراً ہتھیار اٹھا کر لڑنا شروع کرتے ہیں اس سے پہلے کہ وہ ایک با قاعدہ مسلح گروپ تشکیل دیں ان پر حملہ ہو جائے ،بشرطیکہ وہ جنگی قوانین کا احترام کرتے ہوں اور کھلم کھلا اسلحہ اٹھا کر پھرتے ہوں۔

جنیوا پروٹوکول اول ۱۹۷۷ء، جو جنیوا معاہدات ۱۹۴۹ء کا ایک ضمیمہ ہے میں یہ تصریح کی گئی ہے۔ان معاہدات کی مشترکہ دفعہ نمبر۲ میں جن حالات کی تصریح کی گئی ہے یہ احکام ان پر لاگو ہوں گے۔مذکورہ بالا فقرہ میں جن حالات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔یہ ان مسلح جنگوں میں بھی شامل ہیں جو ایک قوم کسی ظالم یا اجنبی قابض حکومت یا رنگ ونسل کی بنیاد پر قائم تنظیموں کے خلاف لڑ رہے ہوں۔تمام

لوگوں کو حق خودارادیت حاصل ہوتا ہے، جوان کو اقوام متحدہ کے منشور اوراس کے تحت ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات اور باہمی تعاون سے متعلق بین الاقوامی قانون کے اعلان نے دیا ہے۔(۲۰)

۲۔دوسری قسم جن پر جنگی قیدی کا اطلاق ہوتا ہے:

جنگی قیدی کا اطلاق ایک دوسری قسم پر بھی ہوتا ہے جو جنگ کرنے والے نہیں ہوتے اوروہ یہ ہیں:

الف۔وہ سول افراد جو مسلح قوتوں کے ساتھ ہوتے ہیں ان میں سٹور کیپر،سول ملازمین ،اور مسلح افواج کی امداد کے لئے فنی ماہرین کا گروہ شامل ہے۔اسی طرح جنگی بحری جہازوں کو چلانے والے افراد،ان کے معاونین اور مسلح قوتوں کے جنگی رپورٹر بشرطیکہ ان کے پاس جنیوا کے تیسرے معاہدے کے مطابق شناختی کارڈ موجود ہوں۔

ب۔بحری بیڑے کے عملے کے افراداس میں ان کے قائد،ملاح تجارت،نیوی اوران کے معاونت کرنے والے جہازوں کو چلانے والے ملاح جو جنگ کرنے والی کسی بھی طرف کے تابع ہوں اور بین الاقوامی قانون کی کسی اورشق کے مطابق بہتر معاملے کی توقع نہ رکھتے ہوں۔(۲۱)

۳۔اسلامی شریعت میں جنگی قیدیوں کے معنی ومراد:شریعت اسلامی میں جنگی قیدی سے مراد وہ جنگ کرنے والے کفار ہیں،جن پر مسلمان ان کے زندہ ہوتے ہوئے غالب آتے ہیں۔اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جنگ پر قادر ہوتے ہیں اوروہ اسلامی حکومت کے خلاف جنگی کارروائیوں میں بالفعل شریک ہوئے ہوں۔اسی لئے جنگی قیدیوں سے وہ مرد شہری ،وہ جوان اور بچے اوروہ مذہبی لوگ جو جنگ میں شریک نہیں ہوتے خارج ہیں کیونکہ انہیں شہریوں کے حقوق حاصل ہیں نہ کہ جنگی قیدیوں کے۔

اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون کے درمیان موازنہ:

اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون کے درمیان جنگی کارروائیوں میں شریک ہونے والوں کی حیثیت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔یہ وہ قیدی ہوتے ہیں جن کی حمایت وحفاظت بین الاقوامی قانون کرتا ہے۔خواہ یہ جنگ دومختلف ممالک کے درمیان ہو یا کسی ملک اور کسی ایسے گروپ کے درمیان ہو جو کوئی ملک شمار تو نہیں ہوتا لیکن وہ اپنی خودمختاری کے حصول کے لئے لڑ رہے ہوں۔

دوسری مبحث:

بین الاقوامی انسانی قانون میں جنگی قیدیوں کے لئے متعین حفاظت

تمہید: (جنگی قیدی حراست میں لینے والے حکومت کے تابع نہیں ہوتے بلکہ اپنے ہی ملک اور حکومت کے تابع ہوتے ہیں۔)اسی بنیاد پر اس حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے زیر حراست قیدیوں کی حمایت وحفاظت اوران کے ساتھ انسانی معاملہ کرنے کے لئے سہولیات فراہم کرے۔لہذا کسی کا قید میں آنا،کوئی سزا یا انتقامی کارروائی متصور نہ ہوگی بلکہ یہ قیدی کو کسی ایسی جگہ جہاں اسے اذیت نہ پہنچے رکھنا ہے۔اس غرض کے علاوہ اور کوئی بھی غرض غیر ضروری ہے۔(۲۲)

جنگی قیدیوں سے متعلق جینیوا معاہدہ سوم اسی غرض کے لئے ہے۔اس معاہدے کے تحت قید میں آنے کے وقت سے لیکر رہائی پانے اور اپنے ملک واپس پہنچنے تک ہر قیدی کو حقوق حاصل ہیں۔شریعت اسلامی نے قیدیوں کی جو حمایت کی ہے وہ بین الاقوامی انسانی قانون سے بدرجہا فائق ہے۔نیچے ہم اس کی وضاحت کریں گے۔

قیدی بننے کے وقت سے حمایت وحفاظت:

قیدی کا اسلحہ پھینکنا اور دشمن کے حوالے ہونا،اس کے قتل کرنے کو حرام قرار دیتا ہے اور قید کرنے والی حکومت پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ قیدی کے ساتھ اس کی شخصیت کے مطابق معاملہ کرے۔دشمن کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان تمام قیدیوں کہ جن کے پاس شناختی کارڈ وغیرہ نہیں ہیں،شناخت کے لئے کارڈ مہیا کرے۔اس سے اس کے مرتبے،شہریت اور فوجی اعزازات،فیتے،بیج اور کراؤن نہیں اتارے جائیں گے اسی طرح ہر وہ چیز جس سے اس کی شخصیت ظاہر ہوتی ہے اس سے علیحدہ نہ کی جائے گی۔(۲۳)

قید کرنے والی حکومت پر یہ بھی لازم ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو قیدیوں کو ایسے کیمپوں میں پہنچا دے جو میدان جنگ سے کافی دور ہوں تا کہ جنگی کارروائیوں سے ان کی حفاظت ہو سکے اور یہ نقل مکانی انسانی طریقہ سے ہو،ان کی عزت وآبرو کے لئے کوئی خطرہ نہ ہو۔

جنگی قیدی کا مخصوص سوالات کا جواب دینا:

قیدی کو جو بھی رتبہ ہو،اس پر لازم ہے کہ وہ مخصوص سوالات کا جواب دے۔یہ سوالات اس کے

☆من اعظم ابواب السعادۃ دعاء الوالدین فاغتنمہ ببرھما لیکون لک دعاؤھم حصنا حصینا من کل مکروہ۔☆

پورے نام،فوجی مرتبہ ،تاریخ پیدائش ،فوجی یا گروپ نمبر یااس کا کوئی شخصی یا نمبروغیرہ سے متعلق ہونگے۔اگروہ ان میں سے کسی سوال کا جواب نہیں دیتا تو وہ اپنے عہدے کی مناسبت سے بعض فوجی سہولتوں سے محروم کردیا جائے گا۔

(اورقید کرنے والی حکومت کے لئے جائزنہیں ہے کہ وہ معلومات کی خاطر ایسے فوجیوں کو کوئی بدنی یا معنوی تکلیف پہنچائے یا اس پر کسی قسم کی زورو زیادتی کرے۔)

قید کی حالت میں قیدی کی حمایت:

جینیوا معاہدہ سوم کی دفعہ نمبر۱۳ کے مطابق قیدی کے ساتھ تمام اوقات اور ہر حالت میں انسانی سلوک کیا جائے ۔یہ معاہدہ ہر ایسی کارروائی کی ممانعت کرتا ہے جس سے قیدی کی موت واقع ہو یا اس کی صحت پر کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہو۔اس لئے اس کا کوئی عضو نہیں کاٹا جائے گا،نہ اس پر طبی یا سائنسی تجربہ کیا جائے گا۔جس کا اس قیدی کے علاج معالجہ سے کوئی تعلق نہ ہواور نہ ڈاکٹروں کے بورڈ نے مذکورہ مقصد کے لئے یہ تجویز کی ہو،اسی طرح قیدی کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کارروائی ناجائزاور حرام ہے کیونکہ یہ قیدیوں سے متعلق بین الاقوامی انسانی قانون کے مقررہ ضابطوں کی خلاف ورزی ہے جبکہ اس حکومت سے ان قیدیوں کا کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔

قیدیوں کی شخصیت اوراعزازات کا احترام:

جنگی قیدی ہر حالت اور ہر وقت اپنی شخصیت اورعزت کے احترام کے حقدار ہوتے ہیں۔قیدی بنتے وقت اسے جوشہری حقوق حاصل تھے وہ حقوق ان کے اپنے ملک کے قوانین کے مطابق جاری رہیں گے اور قابض ملک ان حقوق پر کوئی پابندی نہیں لگاسکتا الا یہ کہ اس کی حالت کا تقاضا ہواور قیدی عورتوں کے ساتھ بھی وہی بہتر معاملہ کیا جائے گا جو مردوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ان کی جنس کے لائق سہولیات بھی دی جائیں گی تاکہ ان کی زندگی مخدوش نہ ہواوران کے لئے مخصوص رہائش فراہم کی جائے گی۔

صحت اور طبی سہولیات کی فراہمی:

جینیوا کے معاہدہ سوم کی دفعہ نمبر۱۵ کے مطابق قابض ملک کے لئے یہ لازم ہے کہ قیدی کی صحت کے

مطابق اس کو طبی سہولیات فراہم کرے اور اس معاہدہ کی دفعہ نمبر ۲۵ کی رو سے یہ بھی لازم ہے کہ قابض حکومت قید خانوں میں ان کی صحت ،صفائی اور وبائی امراض کے پھیلاؤ کی روک تھام کے لئے اقدامات کرے۔قیدیوں کے دن رات استعمال کے لئے صاف ستھرے غسل خانوں کا ہونا ضروری ہے جنہیں مسلسل صاف ستھرا کیا جائے گا۔عورتوں کے لئے علیحدہ غسل خانوں کا ہونا ضروری ہے (۲۴)۔

اور یہ بھی ضروری ہے کہ قیدیوں کے کیمپوں میں ان کی غذا اور مناسب طبی سہولیات موجود ہوں اور جب ان کی صحت کا تقاضا ہو تو ان کو فوجی اور سول ہسپتالوں میں منتقل کیا جائے اور قید کرنے والی حکومت قیدیوں کے علاج معالجہ اور صحت کی ضروریات کے تمام اخراجات برداشت کرے۔حکومت پر یہ بھی لازم ہے کہ ہر مہینہ ان کی صحت اور متعدی امراض سے بچاؤ کے لئے تحقیق کرے۔(جاری ہے)

حواشی

۱۔جینیوا پروٹوکول نمبرا۔سال ۱۹۷۷ء دفعہ نمبر ۸(الف)

۲۔جینیوا پروٹوکول کی دفعہ نمبر ۸(ب)

۳۔دفعہ نمبر ۱۰ پروٹوکول اول ،سال ۱۹۷۷ء

۴۔دفعہ نمبر ۱۱ مذکورہ پروٹوکول

۵۔دفعہ نمبر ۱۵،جینیوا معاہدہ اول ،سال ۱۹۴۹ء و دفعہ نمبر ۱۸ معاہدہ دوم

۶۔دفعہ نمبر ۱۲(ج) پروٹوکول اول ،سال ۱۹۷۷ء

۷۔دفعہ نمبر (د) مرجع سابق۔

۸۔دفعہ نمبر ۸(ھ) پروٹوکول اول سال ۱۹۷۷

۹۔دفعہ نمبر ۸(ھ) مصدر سابق

۱۰۔اس موضوع کے لئے مندرجہ ذیل مراجع سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

الخراج ،ابو یوسف،طبع چہارم (۱۳۹۲ھ)مطبعہ سلفیہ ،قاہرہ ۲۰۹،الاموال،ابو عبید،تحقیق و تعلیق محمد خلیل ھراس،مکتبہ الکلیات الازھریہ قاھرہ ۱۳۸۹ھ۔ص ۱۵۷۔۱۲۶ حاشیہ الدسوقی والشرح الکبیر جلد ۲(۱۳۵۲ھ۔۱۹۳۴ء)المطبوعہ الازھریہ،مصر۔ص ۱۷۶۔مغنی المحتاج علی متن المنھاہ(للنوی)،محمد شربینی

خطیب ،ج۴(۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ھ مکتبہ ومصعہ مصطفیٰ الحلبی ،قاھرہ۲۲۱،المغنی لابن قدامہ (ابومحمد عبداللہ بن ابی الفرج عبدالرحمٰن بن ابی عمر بن احمد قدامہ المقدسی) جلد۱۰۔تصیح کی نگرانی محمد رشید رضا نے کی ہے،طبع اول مصعہ المنار مصر (۱۳۴۸ھ) ص۳۹۱،۳۹۱،۳۹۶،۴۰۱،نیل الاوطار،ستوکانی جلد۷،مکتبہ دارالترث ،مطبعہ عثمانیہ ،قاھرہ،۱۳۵۷ھ،ص۲۳۹،۲۳۹،۲۴۸،۲۴۹،سبل السلام صنعانی تحقیق ابراہیم عصر،جلد۴،دارالحدیث قاھرہ۱۹۷۹،ص۱۳۰۶،۱۳۶۷،فتح الباری،ابن حجر قسقلانی ،جلد۶،تحقیق ،تصیح اورمراجعت محب الدین الخطیب کی ہے۔کتاب ،ابواب اوراحادیث کی تخریج محمد فواد عبدالباقی نے کی ہے۔طبع اول (۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۶ء) دارالریان للتراث،قاھرہ،ص۱۷۳،۹۴،بلوغ المرام ،ابن حجر،دارالتراث ،بیروت ۱۹۸۷ء۔ص۲۳۶ شیخ محمد ابوزھرہ نظریہ الحرب فی الاسلام طبع المجلس الاعلی للغوالاسلامیہ سلسلہ دراسات فی الاسلام ،عدد۵،(۱۳۸۰ھ۔۱۹۶۱ء) ص۱۵،۱۶اوراسی علام کی یہ کتادالعلاقات الدولیہ فی الاسلام ص۱۰۳،۱۰۶۔محمد الصادق العفیفی ،المجتمع الاسلامی والعلاقات الدولیہ ،مکتبہ خانکی ،قاھرہ،۱۹۸۰،ص۳۸،الشیخ سیدسابق فقہ السنہ المجلد الثالث طبع خیر تارع۔

۱۱۔قالہا کا معنی ہے کہ اس نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔

۱۲۔صحیح بخاری،ج۵،ص۱۸۔

۱۳۔نیل الاوطار جلد۷ص۲۳،سبل السلام ،جلد۴،ص۱۳۲۹،بلوغ المرام لابن حجر،ص۲۳۵،۲۳۷۔

۱۴۔ریاض الصالحین من کلام سیدالمرسلین ،امام محی الدین ابی ذکریا یحیی بن شرف نووی،موسسہ الکتب الثقافیہ ،بیروت،طبعہ اول ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء،ص۴۸۴،الاموال ابوعبید،ص۵۹۔

۱۵۔سورہ بقرۃ۔آیت نمبر۶۰۔

۱۶۔الاموال ،ابوعبید،ص۱۵۷۔

۱۷۔معاہدہ سوم،دفعہ نمبر۴(۳)اول

۱۸۔دفعہ نمبر۴کے پیراگراف نمبر۲،جنیوامعاہدہ سوم سال ۱۹۴۹ء

۱۹۔دفعہ نمبر الائحہ ہیگ،۱۹۰۷دیکھئے نھلیگ ،مصدرسابق ص۲۱

۲۰۔دفعہ نمبر ا(۴)مذکورہ پروٹوکول

۲۱۔دفعہ نمبر۴(۵)تیسرامعاہدہ سال ۱۹۴۹ء

۲۲۔ judgement of the international military tribunal for the trial of german major war criminals nuremberg(1964)cmd 6964 p,48

۲۳۔دفعہ نمبر۱۸(ا)معاہدہ سوم،سال ۱۹۴۹ء

۲۴۔دفعہ نمبر۱۴،تیسرامعاہدہ ۱۹۴۹ء۔